اثاثہ جات

The Assests

کبھی کبھی انیس سونوے کی دہائی کے اوائل میں، اسکوٹرز انڈیا لمیٹڈScooters India Limited پر کیس اسٹڈی لکھنے کے بعد، میں ایم-سی-ٹی MCT کورس کی کلاس میں تخلیقی صلاحیتوں پر ایک مشق کراتا تھا۔ اُس وقت اسکوٹر انڈیا کی توجہ دو پہیوں والی گاڑیوں پر تھی۔ خیالات کی تخلیق کے لیے، میں نے وکرم تین پہیوں والی گاڑی کی مثال دی، جسے میں نے ایک مؤثر حل کے طور پر پیش کیا تھا۔ یہی کارخانہ اور مشینری دونوں قسم کی گاڑیاں تیار کرنے کے لیے استعمال کی جا سکتی تھیں۔ سوال یہ کیا گیا کہ یہ وکرم کیا ہے؟ یہ ایک آٹو رکشہ تھا جس میں آٹھ لوگ آرام سے بیٹھ سکتے تھے، اور یہ ایک لیٹر ڈیزل میں بتیس کلومیٹر تک چلنے کی صلاحیت رکھتا تھا، جو اسے نہایت کم خرچ والی گاڑی بناتی تھی۔

جب طلبہ کو سوچنے پر اُکسایا گیا تو انہوں نے اس آٹو رکشہ کو ایئر کنڈیشنڈ گاڑی میں تبدیل کرنے کا مشورہ دیا (جو اُس زمانے میں زیادہ خرچ کی وجہ سے کم استعمال ہوتی تھی)۔ مزید غور و فکر کے بعد کم خرچ کارگو گاڑی کا خیال بھی سامنے آیا، جو معمولی تبدیلیوں کے ساتھ شہر سے گاؤں تک سامان لے جا سکتی تھی۔ انہی تبدیلیوں کے ذریعے یہ دودھ، سبزیاں اور اناج گاؤں سے شہر لا سکتی تھی، اور روزمرہ کی اشیاء گاؤں تک پہنچانے کے لیے بھی استعمال ہو سکتی تھی۔ پہیوں کے حوالے سے ایک سوال پر ایک ساکن (رکی ہوئی) گاڑی کا تصور سامنے آیا، ایسی گاڑی جو گاؤں میں تفریح، موبائل لائبریری، موبائل بیت الخلا، آبپاشی کے لیے پانی نکالنے کے پمپ، گاہنے کی مشین وغیرہ کے طور پر استعمال ہو سکتی تھی۔ سب حیران تھے کہ کس طرح باہر سے لائے گے ایک بہترین ڈیزائن کو کاروباری ماڈل میں بدلا جا سکتا ہے، اگر اس کے مؤثر استعمال کی صلاحیت موجود ہو۔ اسکوٹرز انڈیا لمیٹڈ کی بحالی کے لیے ڈاکٹر سہائے نے تین پہیوں والی گاڑی پر ہی اپنی توجہ مرکوز کی۔

اصل اثاثہ محض ٹیکنالوجی کی دستیابی نہیں، بلکہ اسے مؤثر طریقے سے استعمال کرنے کی انتظامی صلاحیت ہے، جو اسے حقیقی اثاثہ بناتی ہے۔ شاید ہمیں اثاثے کے بارے میں اپنی روایتی سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔ اکاؤنٹنگ کے تصورِ اثاثہ کے برعکس (جس میں کسی چیز کی قدر اس کی خریدی ہوئی قیمت کے مطابق لگائی جاتی ہے)، ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اثاثہ وہ ہے جسے ہم مؤثر طریقے سے استعمال کر سکیں۔ **محض وسائل کا ہونا یا انہیں حاصل کر لینا اس وقت تک اثاثہ نہیں بنتا جب تک ہم میں انہیں کسی مفید یا مطلوب عوامی خدمت یا پیداوار میں تبدیل کرنے کی صلاحیت موجود نہ ہو، ورنہ وہ بوجھ بن سکتے ہیں۔** یہ بات ہر قسم کے وسائل پر لاگو ہوتی ہے، چاہے وہ مالی ہوں، مادی ہوں، انسانی ہوں، تنظیمی ہوں یا نیٹ ورک وسائل ہو۔ اگر انہیں استعمال نہ کیا جائے

تو وہ بڑا بوجھ بن سکتے ہیں، اور اگر غلط استعمال کیا جائے تو تباہی کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

اس طرح ہندوستان کو ایک بڑے چیلنج کا سامنا ہے کہ وہ خدا کی عطا کردہ ذہنی صلاحیتوں کو جو بڑھتی ہوئی آبادی کی صورت میں موجود ہیں محض عددی قوت کے بجائے ایک حقیقی اثاثے میں تبدیل کرے، نہ کہ انہیں صرف گنتی کا حصہ سمجھے، جیسے مویشیوں کی تعداد گنی جاتی ہے۔ حکومت کو صرف روزگار فراہم کرنے پر توجہ دینے کے بجائے (جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے)، نوجوانوں کو ایک قیمتی اثاثہ سمجھنا اور انہیں اسی نظر سے ترقی دینی چاہیے۔